حرف آغاز

اہلِ کتاب کو اسلام کی دعوت

سید جلال الدین عمری

حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کو توریت عطا ہوئی اور حضرت عیسیٰؑ پر انجیل نازل ہوئی۔ قرآن مجید نے ان کی رسالت کی تصدیق کی، ان پر ایمان کو لازم قرار دیا، ان کے حالات، ان کی اصل تعلیم، ان کی دعوتی جدو جہد، اس کے اثرات اور 'موافق' ناموافق ردعمل کا تفصیل سے ذکر کیا، ان کے بارے میں جو غلط خیالات پائے جاتے تھے، جن سے ان کی عظمت پر حرف آتا تھا، ان کی تردید کی اور ان کی صحیح تصویر پیش کی، ان کے ماننے والوں اور مشرکین کے درمیان فرق کیا اور انہیں 'اہل کتاب' قرار دیا۔ یہ قرآن مجید کا اہل کتاب پر اور ان کی تاریخ پر بہت بڑا احسان ہے۔

قرآن مجید نے مشرکین کی طرح اہل کتاب کو بھی محمد ﷺ پر ایمان لانے اور قرآن مجید کو توریت اور انجیل ہی کی طرح اللہ کی کتاب ماننے کی دعوت دی اور اسے ان کی نجات کا ذریعہ قرار دیا۔ سوال یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ جب اللہ کے رسول ہیں اور ان پر نازل کردہ کتابیں ان کے ماننے والوں کے پاس موجود ہیں تو انھیں محمد ﷺ اور قرآن پر ایمان لانے کی دعوت کیوں دی جا رہی ہے؟ آخر اس کی کیا ضرورت پیش آئی؟

قرآن مجید نے بہت تفصیل سے اس کے اسباب سے بحث کی ہے۔ ان میں سے حسب ذیل وجوہ نمایاں طور پر سامنے آتے ہیں:

۱- اس نے پہلی بات تو یہ کہی کہ توریت اور انجیل اب اپنی اصل شکل میں باقی نہیں رہیں۔ ان کے ماننے والوں نے ان کی تعلیمات کو بدل ڈالا ہے۔ اس کا یہ دعویٰ

ایک حقیقت ہے۔ اس لیے کہ توریت اور انجیل حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے بہت بعد مرتب ہوئیں۔ عبرانی میں ان کے ترجمہ ہوئے اور وہ اصل قرار پائے۔ ان میں بھی ان کے ماننے والے تحریف کرتے رہے۔ قرآن مجید نے اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَ نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ (المائدۃ:۱۳)

وہ کلمات کو ان کے مواقع سے پھیرتے ہیں۔ اور (دین پر عمل کی) جو نصیحت ان کو کی گئی تھی اس کا بڑا حصہ وہ بھول چکے ہیں۔

یہاں اہل کتاب کی 'تحریف' کا ذکر ہے۔ تحریف کے معنی ہیں تبدیل کرنا۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ اصل الفاظ ہی بدل دیے جائیں۔ دوسری صورت یہ کہ الفاظ تو نہ بدلے جائیں، بلکہ ان کا معنی و مفہوم بدل دیا جائے۔ ہمارے مفسرین نے کہا ہے کہ ان کتابوں کے ساتھ یہ دونوں ہی صورتیں اختیار کی گئیں۔[۱]

جب یہ کتابیں محرف ہیں اور ان میں انسانوں کے افکار شامل ہوگئے ہیں تو ان سے اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اس کی نازل کردہ شریعت کا پتا کیسے چل سکتا ہے اور اب ان پر اس اطمینان کے ساتھ کیسے عمل ہوسکتا ہے کہ ہم خدا کی نازل کردہ کتابوں پر عمل کررہے ہیں؟

۲- اللہ کی کتاب جن لوگوں سے خطاب کرتی ہے ان میں سے ہر فرد کا حق ہے کہ اس سے ہدایت حاصل کرے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ پوری کتاب اس کے پاس ہو اور اسے سمجھنے کے اسے مواقع حاصل ہوں۔ لیکن اہل کتاب کے ایک خاص گروہ کی اللہ کی کتاب پر اجارہ داری تھی۔ وہی اسے پڑھتا اور حسبِ منشا اس کی تفہیم و تشریح کرتا۔ انہوں نے اللہ کی کتاب کو یکجا مرتب و مدون شکل میں نہیں رکھا، بلکہ اسے اجزاء میں تقسیم کر رکھا تھا۔ جس حصہ کو لوگوں کے سامنے پیش کرنا چاہتے، پیش کرتے اور جس کا اظہار ان کے مفاد میں نہ ہوتا اسے چھپائے رکھتے۔ قرآن مجید نے ان کی اس بددیانتی پر سخت گرفت کی:

---

[۱] خازن، لباب التاویل فی معانی التنزیل: ۸۳۲/۲۔ ابن عطیہ، المحرر الوجیز: ۰۳۱/۳

تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَ تُخْفُوْنَ كَثِيْرًا۝ (الانعام:۱۹)

(توریت) جسے تم نے ورق ورق کر رکھا ہے، جسے تم لوگوں کو (حسب منشا) دکھاتے ہو اور بہت سی تعلیمات کو چھپاتے ہو۔

۳- اس کا ایک شاخسانہ یہ تھا کہ اہل کتاب کے عالموں اور راہبوں کا عوام پر اس قدر اثر بڑھ گیا کہ اصل کتاب پسِ پشت ڈال دی گئی اور ان کے خود نوشت فتاویٰ اور احکام کو اللہ تعالیٰ کی شریعت کا درجہ حاصل ہو گیا۔ قرآن مجید نے اس طلسم کو توڑا اور اہلِ کتاب سے کہا کہ تمھاری زندگی میں اللہ کی کتاب کو فیصلہ کن مقام حاصل ہونا چاہیے تھا، لیکن تم نے یہ مقام ان احبار و رہبان کو دے رکھا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی کتاب سے بے نیاز ہو کر فیصلے کرتے ہیں۔ تم نے اللہ تعالیٰ کی ہدایات کو چھوڑ کر ان کے احکام کے سامنے سر جھکا دیے۔ گویا وہ تمھارے معبود ہیں اور ان کی غیر مشروط اطاعت تم پر لازم ہے۔ اس طرح تم نے اللہ کی شریعت کو عملاً منسوخ کر دیا ہے:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۝ (التوبۃ:۱۳)

انھوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور راہبوں کو (اپنا) رب بنا رکھا ہے اور مسیح بن مریم کو بھی خدا بنا لیا ہے۔ حالاں کہ ان کو صرف اس بات کا حکم دیا گیا تھا کہ وہ ایک اللہ کی عبادت کریں۔ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں ہے۔ پاک ہے اس کی ذات شرک سے جس کا وہ ارتکاب کر رہے ہیں۔

حضرت عدی بن حاتمؓ عیسائی تھے، بعد میں اسلام کی دولت سے سرفراز ہوئے۔ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ہم نے احبار و رہبان کی عبادت تو نہیں کی، پھر یہ کیوں کہا گیا کہ ہم نے ان کو اپنا رب بنا لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو جب وہ حرام قرار دیتے تو وہ تمھارے نزدیک حرام ہو جاتیں اور جن چیزوں کو اللہ نے حرام کہا ہے، ان کے کہنے سے وہ حلال ہو جاتیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں یہ ایک واقعہ ہے، ایسا ہوتا تھا۔ آپ نے فرمایا: یہی ان کی عبادت ہے۔[1]

---

[1] بغوی، معالم التنزیل مع تفسیر الخازن: ۳/ ۱۰۷-۱۰۸

قرآن مجید نے علمائے یہود کے اس گھناؤنے کردار کو دنیا کے سامنے واضح کیا کہ وہ اپنے ہی تحریر کردہ احکام وفتاویٰ کو اللہ کی جانب سے نازل کردہ قوانین کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں اور اس سے مادی منفعت حاصل کرتے ہیں۔ یہ سخت وعید کے مستحق ہیں۔ ارشاد ہے:

فَوَيۡلٌ لِّلَّذِيۡنَ يَكۡتُبُوۡنَ الۡكِتٰبَ بِاَيۡدِيۡهِمۡ ۗ ثُمَّ يَقُوۡلُوۡنَ هٰذَا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ لِيَشۡتَرُوۡا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ؕ فَوَيۡلٌ لَّهُمۡ مِّمَّا كَتَبَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ وَوَيۡلٌ لَّهُمۡ مِّمَّا يَكۡسِبُوۡنَ ○ (البقرۃ:۷۹)

پس تباہی ہے ان لوگوں کے لیے جو کتاب اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں، پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے، تا کہ اس کے ذریعے تھوڑی سی قیمت وصول کرلیں۔ پس ان کے لیے تباہی ہے اس میں جو ان کے ہاتھوں نے لکھا اور تباہی ہے ان کے لیے اس منفعت میں جو وہ حاصل کررہے ہیں۔

اب اللہ کی کتاب میں اور ان علمائے سوء کی تحریروں میں کیسے فرق کیا جائے؟ یہ کیسے معلوم کیا جائے کہ اللہ کی کتاب کیا کہتی ہے اور اس کے ان دنیا طلب شارحین نے کتابُ اللہ کے نام پر کیا پیش کیا ہے؟

۴- یہود ونصاریٰ اسلام کی مخالفت میں تو بہ ظاہر متحد نظر آتے تھے، لیکن ان کے آپس کے اختلافات اتنے شدید تھے کہ وہ ایک دوسرے کی تردید وتغلیط بھی کرتے نظر آتے تھے۔ ان کے باہم جنگ وجدال کا قرآن نے ایک جگہ ان الفاظ میں ذکر کیا ہے:

وَقَالَتِ الۡيَهُوۡدُ لَيۡسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَىۡءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيۡسَتِ الۡيَهُوۡدُ عَلٰى شَىۡءٍ وَّهُمۡ يَتۡلُوۡنَ الۡكِتٰبَ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ مِثۡلَ قَوۡلِهِمۡ فَاللّٰهُ يَحۡكُمُ بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فِيۡمَا كَانُوۡا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ ○ (البقرۃ:۱۱۳)

یہود کہتے ہیں کہ نصاریٰ کے پاس کچھ نہیں ہے، اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ حالاں کہ دونوں ہی کتاب (توریت) پڑھتے ہیں۔ یہی بات وہ لوگ (مشرکین) بھی کہتے ہیں جو کتاب کا علم نہیں رکھتے۔ اللہ ان کے درمیان فیصلہ کردے گا، ان امور میں جن میں یہ اختلاف کررہے ہیں۔

یہود اور نصاریٰ دونوں کی بنیاد توریت تھی۔انجیل میں اسی کی شریعت پر عمل کی دعوت دی گئی ہے۔لیکن دونوں نے اس پر عمل نہیں کیا اور غیر ضروری بحث و مباحثہ میں پڑ گئے اور ایک دوسرے کو بے بنیاد اور بے اصل قرار دینے لگے۔اس طرح خود ہی توریت اور انجیل دونوں کا اعتبار ختم کر دیا۔مشرکین عرب کے پاس کوئی آسمانی کتاب نہیں تھی، اس کے باوجود وہ اپنے سوا ہر ایک کو برسر باطل سمجھتے تھے۔ یہود و نصاریٰ نے بھی حاملِ کتاب ہونے کے باوجود یہی روش اختیار کی۔

۵- یہودی کہتے تھے کہ جنت اسی کو ملے گی جو یہودی ہے۔نصاریٰ کا دعویٰ تھا کہ وہی جنت کے حق دار ہیں۔اس کے پیچھے کوئی دلیل نہیں تھی، محض خواہش یا قومی تعصب کارفرما تھا:

وَ قَالُوْا لَن یَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْداً اَوْ نَصٰرٰی تِلْكَ اَمَانِیُّهُمْ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ○

انہوں نے کہا: جنت میں ہرگز نہ جائے گا مگر وہ جو یہودی ہے اور نصاریٰ کے بقول وہ جو نصرانی ہو۔ان سے کہو کہ اس کی دلیل پیش کرو، اگر تم سچے ہو۔ (البقرۃ:۱۱۱)

ان دونوں کے سامنے ایک مقصد دنیا کو یہ بتانا بھی تھا کہ محمد ﷺ اور قرآن پر ایمان رکھنے والے بے دین ہیں۔لہٰذا جنت سے محروم ہوں گے۔ حالاں کہ اللہ کا قانون یہ ہے کہ جو بھی اس کی اطاعت کرے اور جس کی زندگی حسن عمل سے آراستہ ہو وہ کامیاب ہوگا:

بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِندَ رَبِّهٖ وَلاَ خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلاَ هُمْ یَحْزَنُوْنَ○

ہاں جو اپنے آپ کو اللہ کے حوالہ کردے اور نیک روش اختیار کرے اس کے لیے اس کے رب کے پاس اس کا اجر ہے۔ایسے لوگوں کے لیے نہ خوف ہے اور نہ وہ غم گین ہوں گے۔ (البقرۃ:۱۱۲)

۶- کتاب اللہ سے انحراف اور اسے فراموش کر دینے کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہود و نصاریٰ میں سے کوئی بھی اپنی صفوں میں اتحاد باقی نہیں رکھ سکا اور وہ بہت سے فرقوں میں

بٹ گئے۔ ہر فرقہ دوسرے کی تکفیر و تفسیق کرتا اور اس کے خلاف دشمنی اور عداوت کا مظاہرہ کرتا۔ اللہ کی کتاب کو ترک کرنے کے بعد نصاریٰ میں جو مذہبی انتشار پیدا ہوا قرآن مجید نے اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

وَ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ص فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ط وَ سَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ۝ (المائدۃ:۱۴)	(یہود کی طرح) ان لوگوں سے بھی ہم نے پکا عہد لیا تھا جو خود کو نصاریٰ کہتے ہیں۔ لیکن ان کو جو نصیحت کی گئی تھی اس کے ایک بڑے حصہ کو انہوں نے فراموش کر دیا۔ پھر ہم نے ان کے درمیان قیامت تک کے لیے باہم عداوت اور دشمنی ڈال دی۔ جلد وہ وقت آئے گا جب کہ اللہ تعالیٰ انہیں بتائے گا کہ وہ کیا کر رہے تھے۔

یہود نے محمد ﷺ کی رسالت اور قرآن مجید کے ساتھ جو روش اختیار کی اور اس کا جو نتیجہ نکلا اس کا ذکر ہے:

وَ لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ط وَّ اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ط (المائدۃ:۶۴)	جو کلام آپ کے رب کی جانب سے آپ پر نازل کیا گیا ہے وہ ان میں سے بیش تر کی سرکشی اور کفر کو ضرور بڑھا دے گا۔ ہم نے ان کے درمیان قیامت تک کے لیے عداوت اور دشمنی ڈال دی ہے۔

۷۔ پوری قوم فساد میں مبتلا تھی۔ مفادِ دنیا ہی ہر ایک کا مقصد تھا۔ اس کے لیے جائز و ناجائز ہر طریقہ اختیار کیا جا رہا تھا، لیکن اصلاح حال کی کوئی کوشش نہیں ہو رہی تھی۔ ان کے علماء امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فرض سے غفلت برت رہے تھے۔ اللہ کی نافرمانی اور شریعت کی پامالی ہر طرف ہو رہی تھی، کوئی کسی کا ہاتھ پکڑنے والا نہ تھا۔ قرآن مجید نے اس صورتِ حال کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

وَ تَرٰی کَثِیۡرًا مِّنۡہُمۡ یُسَارِعُوۡنَ فِی الۡاِثۡمِ وَ الۡعُدۡوَانِ وَ اَکۡلِہِمُ السُّحۡتَ ؕ لَبِئۡسَ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ۝ لَوۡلَا یَنۡہٰہُمُ الرَّبّٰنِیُّوۡنَ وَالۡاَحۡبَارُ عَنۡ قَوۡلِہِمُ الۡاِثۡمَ وَ اَکۡلِہِمُ السُّحۡتَ ؕ لَبِئۡسَ مَا کَانُوۡا یَصۡنَعُوۡنَ ۝

تم ان میں سے بیش تر کو دیکھو گے کہ وہ گناہ اور ظلم و زیادتی کے کاموں اور حرام کھانے میں تیزی دکھاتے ہیں۔ یقیناً برے کام ہیں، جو وہ کر رہے ہیں۔ آخر کیوں نہیں منع کرتے ان کے نیک لوگ اور علماء گناہ کی بات کرنے اور مالِ حرام کھانے سے۔ بہت ہی برا طریقہ ہے جو انہوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ (المائدۃ:۲۶،۳۶)

پوری قوم کی اس کیفیت کا ذکر ایک جگہ ان الفاظ میں ہے:

کَانُوۡا لَا یَتَنَاہَوۡنَ عَنۡ مُّنۡکَرٍ فَعَلُوۡہُ لَبِئۡسَ مَا کَانُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ ۝

منکرات جن کا وہ ارتکاب کر رہے تھے ان سے وہ ایک دوسرے کو منع نہیں کرتے تھے۔ بہت ہی برا رویہ تھا جو انہوں نے اختیار کر رکھا تھا۔ (المائدۃ:۹۷)

اس طرح قرآن مجید نے دنیا کے سامنے اہلِ کتاب کی تاریخ رکھ دی کہ ان کے علماء و احبار اللہ کی کتاب میں تحریف کر رہے ہیں اور اپنی تحریروں کو خدا کی کتاب کی حیثیت سے پیش کر رہے ہیں۔ آخرت کا خوف جو انسان کو معصیت سے روکتا ہے، ان کے اندر سے نکل چکا ہے۔ دنیا کی طلب اور مادی مفادات کا حصول ان کی زندگی کا مقصد بن گیا ہے۔ پوری قوم غلط راہ پر چل پڑی ہے۔ منکرات پر ٹوکنے کا عمل ختم ہو چکا ہے اور اصلاح کی کوششیں بند ہو گئی ہیں۔

قرآن مجید نے جہاں اہلِ کتاب کے فاسد عنصر پر بے لاگ تنقید کی وہیں ان میں جو نیک اور صالح نفوس تھے، بغیر کسی تکلف کے، مختلف مواقع پر ان کی تعریف کی ہے۔ وہ گو آٹے میں نمک کے برابر تھے، لیکن بہر حال ستائش کے مستحق تھے۔ ایک جگہ ان کی متعدد خوبیوں کا ذکر ہے:

لَيْسُوْا سَوَآءً مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَ هُمْ يَسْجُدُوْنَ ○ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَ اُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ○ (آل عمران:۱۱۳-۱۱۵)

وہ سب برابر نہیں ہیں۔ اہل کتاب میں ایک جماعت سیدھی راہ پر قائم ہے۔ وہ رات کے اوقات میں اللہ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں، وہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، معروف کا حکم دیتے اور منکر سے منع کرتے ہیں اور بھلائی کے کاموں میں تیز روی دکھاتے ہیں اور یہی صالحین میں سے ہیں۔ وہ بھلائی کا جو کام کریں گے، اس کی ہرگز ناقدری نہ ہوگی اور اللہ پرہیزگاروں سے واقف ہے۔

ایک اور موقعے پر ارشاد فرمایا:

وَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَ بِهٖ يَعْدِلُوْنَ○ (الاعراف:۱۵۹)

موسیٰ کی قوم میں ایک گروہ ہے، جو حق کی طرف راہ نمائی اور اس کے ذریعے عدل و انصاف کرتا ہے۔[۱]

قرآن مجید نے اہلِ کتاب کی تحریف، ان کی بدعملی و غلط روی، اس کے محرکات اور ان کے نیک لوگوں کے کردار پر بڑی تفصیل اور بڑی دقتِ نظر سے بحث کی ہے۔ یہاں صرف چند موٹی موٹی باتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ یہ ساری بحث تعصب اور تنگ نظری سے پاک، بالکل اصولی اور مبنی برحقیقت ہے۔ اسی وجہ سے پہلے بھی اس کی تردید کی کسی کو ہمت نہ ہوئی اور آج بھی کوئی اسے چیلنج نہیں کرسکتا۔ قرآن مجید ان کتابوں کے لیے مُهَيْمِن (المائدۃ:۴۸) تھا۔ اس نے ان کے کھرے کھوٹے کو بالکل الگ کر کے رکھ دیا۔

قرآن مجید نے اہلِ کتاب کے ساتھ محض تنقید کا منفی رویہ اختیار نہیں کیا، بلکہ مثبت

---

[۱] مزید مثالوں کے لیے ملاحظہ ہو: آل عمران:۷۵، المائدۃ:۶۶، ۱۸، ۳۸، ۴۸

طور پر انھیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ اس دعوت کی بعض خاص بنیادیں یہ تھیں۔

۱- خدا کو تم بھی مانتے ہو اور ہم بھی مانتے ہیں۔ یہ چیز تمھارے اور ہمارے درمیان قدرِ مشترک کی حیثیت رکھتی ہے۔ آؤ اس کے تقاضے پورے کریں:

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ○ (آل عمران:۶۴)

اے پیغمبر! کہہ دو! اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمھارے درمیان مشترک ہے۔ وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا اپنا رب نہ بنائے۔ اگر وہ یہ بات ماننے سے انکار کریں تو کہہ دو کہ تم لوگ گواہ رہو، ہم تو مسلم (اللہ کے اطاعت گزار) ہیں۔

خدا کو ماننے کے یہ لازمی تقاضے تھے، جن سے اہل کتاب انکار نہیں کر سکتے تھے کہ عبادت صرف اللہ واحد کی ہو اور ہر طرح کے شرک سے پاک ہو، کسی بھی فرد کو اپنا رب یا خدا نہ بنا لیا جائے، کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینے کا حق اسے دے دیا جائے اور اس کے احکام، اللہ کی شریعت کا درجہ حاصل کر لیں۔ اہلِ کتاب اللہ پر ایمان کے دعویٰ کے باوجود ان جرائم کے مرتکب تھے، اس لیے وہ ان پر عمل کے لیے ہرگز تیار نہ تھے۔ اس طرح قرآن مجید نے انھیں ایک ایسے مقام پر کھڑا کر دیا کہ ان میں سے کسی بھی باضمیر انسان کے لیے اپنے جرم کے اعتراف کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہ تھا۔

۲- تم سلسلۂ رسالت کو تسلیم کرتے ہو، لہٰذا آخری رسول کو بھی تسلیم کرو۔ وہ ہٹ دھرمی سے کہتے: مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَىْءٍ (اللہ نے کسی بشر پر کوئی چیز نہیں اتاری) قرآن نے کہا:

قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِىْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ (الانعام:۹۱)

ان سے پوچھو: وہ کتاب کس نے اتاری جسے موسیٰ لایا تھا، جو تمام انسانوں کے لیے روشنی اور ہدایت تھی۔

۳- اللہ تعالیٰ کے آخری رسول کی جو صفات تمھاری کتابوں میں بیان ہوئی ہیں وہ ساری صفات محمد ﷺ کی ذات میں جمع ہیں۔ جس آنے والے پیغمبر کی پیشین گوئیاں اور بشارتیں ان کتابوں میں دی گئی ہیں وہ سب ایک ایک کرکے آپؐ پر منطبق ہورہی ہیں۔ ان کتابوں پر ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کو آخری رسول کی حیثیت سے تسلیم کیا جائے۔ دنیا کے محض چند روزہ مفاد کی خاطر آپ کی رسالت سے انکار کرتے ہوئے تمھیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔ یہ کوئی معمولی جرم نہیں ہے۔ اسی پر تمھاری نجات کا انحصار ہے۔ لہٰذا تم سب سے پہلے اس کتاب کا انکار کرنے والے نہ بنو:

وَ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقاً لِّمَا مَعَكُمْ وَ لَا تَكُوْنُوْا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِیْ ثَمَناً قَلِيْلاً وَّ اِيَّایَ فَاتَّقُوْنِ ○ وَ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ○ (البقرۃ:۴۱،۴۲)	اور ایمان لاؤ اس کتاب پر جو میں نے نازل کی ہے، جو اس کتاب (توریت) کی تصدیق کرتی ہے، جو تمھارے پاس ہے۔ تم اس کے سب سے پہلے انکار کرنے والے نہ بنو اور میری آیات کو تھوڑی قیمت پر نہ فروخت کر ڈالو اور مجھ ہی سے ڈر کر چلو اور حق کو باطل میں نہ ملاؤ اور جانتے بوجھتے حق کو نہ چھپاؤ۔

حضرت مسیح علیہ السلام نے آخری پیغمبر کی پیشین گوئی احمد کے نام سے کی تھی۔ محمد اور احمد دونوں آپ کے نام ہیں ــــ صلی اللہ علیہ وسلم ــــ لیکن یہود نے حضرت مسیحؑ کی رسالت ہی کو تسلیم نہیں کیا اور ان کے پیش کردہ دلائل اور معجزات کو جادو قرار دینے لگے اور اب حضرت محمد ﷺ کے ذریعے انھیں اسلام کی دعوت دی جا رہی ہے تو یہ ظالم اسے قبول کرنے کی جگہ اس کی مخالفت کر رہے ہیں اور اللہ کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کر رہے ہیں۔ گویا انھیں کسی رسول کی ضرورت ہی نہیں ہے:

وَ اِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِیْٓ اِسْرَآئِيْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّراً	یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل میں تمھارے پاس اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، تصدیق کرتا ہوں تورات کی جو مجھ سے پہلے

بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ هُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ (الصّف:٦،٧)

نازل ہو چکی ہے اور بشارت دے رہا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا، جس کا نام احمد ہوگا۔ جب وہ ان کے پاس دلائل (معجزات) کے ساتھ آئے تو انہوں نے کہا کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔ اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے جب کہ اسے اسلام کی طرف بلایا جا رہا ہے۔ اللہ ظالموں کو راستہ نہیں دکھاتا۔

۴- آخری رسول اور آخری شریعت کا آنا اس لیے بھی ضروری تھا کہ تم نے اپنی کتابوں میں تحریف کر کے انھیں بدل ڈالا، اس لیے دین و شریعت کے معاملے میں ان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اب خدا تک پہنچنے اور اس کی مرضی معلوم کرنے کا واحد قابلِ اعتماد ذریعہ وہ کتاب ہے، جسے اس کا آخری رسول پیش کر رہا ہے:

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ط قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ○ يَهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ يَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ (المائدۃ:۱۵،۱۶)

اے اہل کتاب! بے شک ہمارا رسول تمھارے پاس آچکا ہے جو کتابِ الٰہی کی بہت سی ان باتوں کو تمھارے سامنے کھول رہا ہے، جن کو تم چھپایا کرتے تھے اور بہت سی باتوں سے درگزر بھی کر جاتا ہے۔ بے شک تمھارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے روشنی اور کھول کھول کر بیان کرنے والی کتاب آ چکی ہے۔ اس کتاب کے ذریعے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے طالب ہیں سلامتی کا راستہ دکھاتا ہے اور اپنے اذن سے انھیں ظلمتوں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے اور صراطِ مستقیم کی طرف ان کی ہدایت کرتا ہے۔

۵- مذہب کے نام پرتم نے اپنی ایک الگ شریعت ایجاد کر رکھی ہے اور حلت و حرمت کے خودساختہ اصول وضع کر رکھے ہیں۔تمھارے نزدیک پاک چیزیں ناپاک اور ناپاک چیزیں پاک بن گئی ہیں۔تم نے دین کے نام پر انسانوں کو بے جا بندشوں میں جکڑ رکھا ہے۔جب تک یہ زنجیریں کٹ نہیں جاتیں ترقی کی راہیں ان پر مسدود ہوں گی۔یہی فرض انجام دینے کے لیے اللہ کا آخری رسول آیا ہے۔اسی کی اتباع میں تمھاری نجات ہے:

اَلَّذِیۡنَ یَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِیَّ الۡاُمِّیَّ الَّذِیۡ یَجِدُوۡنَہٗ مَکۡتُوۡباً عِنۡدَھُمۡ فِی التَّوۡرٰاۃِ وَ الۡاِنۡجِیۡلِ یَاۡمُرُھُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ یَنۡھٰھُمۡ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَ یُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیۡھِمُ الۡخَبٰٓئِثَ وَ یَضَعُ عَنۡھُمۡ اِصۡرَھُمۡ وَ الۡاَغۡلٰلَ الَّتِیۡ کَانَتۡ عَلَیۡھِمۡ فَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِہٖ وَ عَزَّرُوۡہُ وَ نَصَرُوۡہُ وَ اتَّبَعُوا النُّوۡرَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ مَعَہٗۤ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ۝ (الاعراف:۱۵۷)

جو اس پیغمبر کی جو نبی امی ہے (ﷺ) اتباع کرتے ہیں، جس کا ذکر وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ انھیں معروف کا حکم دیتا اور منکر سے روکتا ہے، ان کے لیے پاک چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان پر سے وہ بوجھ اتارتا ہے جو ان پر لدے ہوئے ہیں اور وہ بندشیں کھولتا ہے جن میں وہ جکڑے ہوئے ہیں۔ پس جو لوگ اس پر ایمان لائیں، اس کی حمایت اور نصرت کریں اور اس روشنی کی اتباع کریں، جو اس پر نازل کی گئی ہے تو وہی کامیاب ہوں گے۔

اس خطاب کے بعد فرمایا: اے پیغمبر (ﷺ) آپ اس بات کا اعلان کردیجیے کہ آپ کی بعثت ساری دنیا کے لیے ہے۔آپ ہر فرد کے لیے، ہر گروہ اور جماعت کے لیے اللہ کے رسول ہیں۔ ہدایت اور راہ نمائی کے لیے آپ کی اتباع ضروری ہے۔ یہ اعلان یہاں ان الفاظ میں ہوا:[۱]

---

۱ قرآن میں متعدد مواقع پر صراحت کے ساتھ کہا گیا ہے کہ محمد ﷺ کی رسالت تمام انسانوں کے لیے ہے اور قیامت تک کے لیے ہے۔سورۂ سبا (آیت نمبر۲۸) میں ہے۔ وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیۡرًا وَّ نَذِیۡرًا (ہم نے تو آپ کو تمام انسانوں کے لیے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے) مزید: ملاحظہ ہو: الفرقان:۱، الاحزاب:۴۰، الانبیاء:۱۰۷

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا نِ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ○ (الاعراف:۱۵۸)

آپ کہہ دیجیے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ وہ اللہ جس کی بادشاہی ہے آسمانوں اور زمین پر۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہی زندگی دیتا اور موت دیتا ہے، پس تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر جو نبی امی ہے جو اللہ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی اتباع کرو، امید ہے تم سیدھی راہ پاؤ گے۔

قرآن مجید نے جس طرح اہل کتاب کی تحریفات کی نشان دہی کی۔ خود ان کی کتابوں سے اپنے موقف کے حق میں استدلال کیا، ان کی غلط روش پر تنقید کی، ساتھ ہی ان کے صالح افراد کی تعریف کی اور جس طرح اسلام کو بہت ہی واضح اور مثبت انداز میں پیش کیا، اس سے یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ مذاہب کا مطالعہ اسلام کی روشنی میں کس نہج پر ہونا چاہیے۔ مسلمان محققین کو اسی کی پیروی کرنی چاہیے۔ اس میدان میں ہم بہت پیچھے ہیں۔ یہ ایک بڑا خلا ہے جسے پر ہونا چاہیے اور جلد پر ہونا چاہیے۔

☆☆☆

دعوت وتربیت - اسلام کا نقطۂ نظر

مولانا سید جلال الدین عمری

یہ کتاب دو طرح کے مضامین پر مشتمل ہے۔ کچھ مضامین دعوتی نوعیت کے ہیں، جن میں میں پورے زور اور قوت کے ساتھ امت کو فریضۂ دعوتِ دین کی ادائی کی جانب توجہ دلائی گئی ہے۔ کچھ مضامین تربیتی اور اصلاحی نوعیت کے ہیں، جن میں امت کو اصلاح احوال کی جانب متوجہ کیا گیا ہے اور اس کی تدابیر بتائی گئی ہیں۔ صفحات: ۱۳۶، قیمت -/۵۰ روپے

ملنے کے پتے

ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی، پوسٹ بکس نمبر: ۹۳، علی گڑھ-۱
مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی - ۲۵

ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی، علی گڑھ

ضرورت ہے

۱- **تین ایسے اہل علم**، جو علوم دینیہ میں دست رس کے ساتھ عصری علوم، خاص طور سے انگریزی زبان کی واقفیت رکھتے ہوں، جنھیں تحقیق وتصنیف کا تجربہ ہو اور جن کے مقالات یا کتابیں شائع ہو چکی ہوں۔ منتخب افراد کا مشاہرہ تقریباً دس ہزار روپے ماہانہ ہوگا۔ اطمینان بخش کارکردگی کی صورت میں مستقل ہونے پر حسب ضابطہ گریڈ مع تمام الاؤنسز اور دیگر مراعات فراہم کی جائیں گی۔

۲- **ایسے اسکالرس** (دو سالہ تصنیفی تربیت کورس کے لیے)، جو مطالعہ اور تصنیف و تالیف کا شوق رکھتے ہوں اور امت مسلمہ کی فکری رہنمائی کے لیے اپنی علمی استعداد میں اضافہ کے خواہش مند ہوں، انھیں دو سالہ تربیتی کورس کے دوران قیام کی سہولت کے علاوہ تین ہزار روپے ماہانہ وظیفہ دیا جائے گا اور بہتر کارکردگی کی صورت میں ایک سال بعد مبلغ پانچ سو روپے کا اضافہ کر دیا جائے گا۔ خواہش مند افراد کی عمر ۲۵/سال سے زیادہ نہ ہو اور وہ کسی کالج یا یونیورسٹی سے ایم-اے- ہوں، یا کسی معروف عربی درس گاہ سے فضیلت یا اس کے مساوی سند کے حامل ہوں۔

۳- **ایک ایسا فرد**، جو لائبریری سائنس کا طالب علم رہ چکا ہو، جس کی اردو زبان کے ساتھ عربی اور فارسی زبان سے بھی قدرے واقفیت ہو اور کسی لائبریری میں کم از کم دو سال کام کرنے کا تجربہ ہو۔ مشاہرہ تقریباً سات ہزار روپے ماہانہ ہوگا۔ بہتر کارکردگی کی صورت میں اضافہ متوقع ہے۔

درخواست کے ساتھ اپنے کوائف مع اسناد کی نقول درج ذیل پتے پر ارسال فرمائیں۔
درخواست جمع کرنے کی آخری تاریخ ۳۱/اکتوبر ۲۰۱۱ء ہے۔

ڈاکٹر صفدر سلطان اصلاحی (سکریٹری)
ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی
نبی نگر، جمال پور، پوسٹ باکس ۹۳، علی گڑھ-۲۰۲۰۰۲
Email: tahqeeqat_islami@yahoo.com
tahqeeqateislami@gmail.com
موبائل نمبر: 9410060558, 09897655171